رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶۳

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوبعلی تراب احمدی عرفانی (ابن یعقوب) شیخ محمود احمد قادیانی

جلد ۲۳ — قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء — نمبر ۳۳

فہرست مضامین

ہے خوش نصیب جو رہ مہدی پہ چل گیا

اس چشمِ مست کا کہیں جادو جو چل گیا
دل کوئے یار میں مرا جا کر مچل گیا

لطفِ نگاہِ یار کا ایسا ہوا اثر
وہ سینہ دھل گیا مرا وہ دل بدل گیا

جنت کے لے رہا ہوں مزے کوئے یار میں
فرقت کا غم الم مرے دل سے نکل گیا

جب سے پیا ہے ساقیِ مہوش سے جام مے
تب سے خمار اس کا نہیں ایک پل گیا

بزمِ ہی یار جاں ہی نثار اس پہ بار بار
گرنے کو تھا کہ یار کے ہاتھوں سنبھل گیا

روئے صنم کو دیکھنے سے جن کو عار ہے
سب عیش ان کا ہجر کی بھٹی میں جل گیا

شتے ہیں پھر بھی ہوش میں آتے نہیں ذرا
راہِ ہدیٰ سے ہے قدم ان کا پھسل گیا

اے قوم تجھ کو جس کی خلافت پہ ناز تھا
کوشش سے تیری اس کا کچومر نکل گیا

جلسے وہ کیا ہوئے وہ تدابیر کیا ہوئیں
کیوں رائیگاں بھلا وہ تمہارا عمل گیا

کیا سوچ کر کیا بھلا ترکِ وطن قبول
گر آج ہو گیا کوئی تو کوئی کل گیا

یہ رجعِ قہقری ہوئی کیوں اختیار پھر
کیا شیخ کا قلم تری ہجرت پہ چل گیا

واپس یہ کر دیئے ہیں خطابات کس لئے
پیمانہ تیزیوں کا ہے تیری اچھل گیا

قطع تعلقات حکومت سے کیوں کئے
کیوں یہ قدم تمہارا بجنگ و جدل گیا

منصوبے تیرے سارے اکارت چلے گئے
سب آرزوئیں بھی تیری کوئی مسل گیا

ناکامیوں سے ہے تجھے دن رات سامنا
رنج و محن میں قالبِ نازک پگھل گیا

آفات ہر طرف سے یہ چھائی ہوئی ہیں کیوں
اے قوم تجھ سے روٹھ کر وہ یارِ ازل گیا

اللہ کے نبی کو ستایا جو بے طرح
تیری شرارتوں کا تجھے پھل یہ پھل گیا

محمودِ حق سے پھیر کے منہ تو نے کیا لیا!
نقشِ قدم پہ گاندھی کے مجبور چل گیا

اللہ سے پھرا تو گرا بت کے سامنے
واللہ تیری ہستی کا نقشہ بدل گیا

ذلت کی انتہا ہے تباہی کا سامنا
کشتِ امل تری کوئی ساری کچل گیا

اے قوم برمحل تری ایسی مثال ہے
رسی تو جل گئی ہے ولیکن نہ بل گیا

اظہر اماں ملی ہے ہمیں قادیان میں آ

دانوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر چھپا اور تراب منزل سے شایع ہوا)

پیشگوئی کی ہے۔ جیسا کہ اسمیں لکھا ہے۔ "تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس روح دیگئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنیکے ساتھ آئیگا الخ"

پھر اس اشتہار پر مخالفوں کی طرف سے جب اعتراض ہوا کہ چند روز سے مرزا صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکو مخفی رکھا گیا ہے۔ تب حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۲ ر مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار دیا جسمیں معترضین کے رد میں یوں لکھا۔ کہ ابھی تک جو ۲۲ ر مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جنکی ۲۰ اور ۲۲ سال سے زیادہ عمر ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر ہو جائیگا۔ اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑہ ماہ سے پیدا ہو گیا سراسر دروغ ہے"۔ پھر اسپر بھی مخالفوں نے اعتراض کیا کہ نو برس کی عمر جو پسر موعود کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ بہت بڑی ہے ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اسکے جواب میں مسیح موعودؑ ۸ ر اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار دیا جسمیں یہ لکھا۔ "کہ جن صفات خاصہ کیساتھ لڑکے کی بشارت دیگئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اسکی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے۔ کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اقصیٰ آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دعا کی قبولیت ہوکر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اسکے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کیلئے جناب الٰہی میں توجہ کیگئی۔ تو آج ۸ ر اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہٗ کیطرف سے اس عاجز پر اسقدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے۔ جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا اس سے ظاہر ہے۔ کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونیوالا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ جو اب پیدا ہوگا۔ یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا"۔

پس اس اشتہار سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک لڑکا قریب مدت میں پیدا ہونیوالا ہے جسکے متعلق یہ معلوم نہیں کہ یہ وہی موعود لڑکا ہے۔ یا کوئی اور۔ پس جب اس الہام کے مطابق ۷ ر اگست ۱۸۸۷ء کو وہ مولود مسعود پیدا ہوا تو پھر آپنے اسی روز ایک اشتہار دیا جسمیں لکھا "اے ناظرین میں آپکو بشارت دیتا ہوں۔ کہ وہ لڑکا جسکے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ ر اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی۔ اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا۔ کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اسکے قریب ہے۔ ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶ ر ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ ر اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا"۔

پس یہ لڑکا ہے۔ جس کو حضرت مسیح موعودؑ اس پیشگوئی کا مصداق ٹھیراتے ہیں جو کہ ۸ ر اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ایک لڑکے کے متعلق کیگئی تھی۔ جس میں یہ صاف لکھا گیا ہے۔

"کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے۔ جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اسکے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ جو اب پیدا ہوگا۔ یہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا"۔

پس مسیح موعودؑ تو صاف فرماتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں کہ وہ وہی لڑکا ہے۔ یا کوئی اور لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے ہمخیال یہ لکھتے ہیں۔ کہ نہیں یہ وہی موعود لڑکا ہے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے تاریخ مرزا کے ص۱۸ اور ص۲۳ میں لکھا ہے کہ یہ وہی موعود لڑکا تھا جس کے متعلق لکھا گیا تھا۔ کہ وہ مذکورہ بالا صفات کے ساتھ مختص ہوگا۔ پس جب وہ لڑکا بشیر ۴ ر نومبر ۱۸۸۸ء کو اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں فوت ہوگیا تو ان مکفرین نے شور مچایا کہ موعود لڑکے کا الہام غلط نکلا۔ اسواسطے آپ نے پھر ایک اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر لکھا۔ جسمیں یہ لکھا۔

"اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسر متوفی کی پیدائش کا مہینہ ہے۔ جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں۔ جن کا لیکھرام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ انمیں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف یہ بھی پیش نہیں کر سکتا۔ جس میں یہ دعوٰی کیا گیا ہو۔ کہ مصلح موعود اور عمر پانیوالا یہی لڑکا تھا۔ جو فوت ہوگیا۔ بلکہ ۸ ر اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷ ر اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸ ر اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اسکے حوالہ سے بروز تولد بشیر شایع کیا گیا تھا۔ صاف بتلا رہا ہے۔ کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے۔ یا کوئی اور ہے"۔

پس حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہارات کے بیانات سے ایک عقلمند پر روز روشن کیطرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ بشیر جو کہ ۷ ر اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا تھا۔ اس پیشگوئی کا جسمیں اوصاف کا ذکر ہے۔ مصداق نہیں تھا جسکی وفات پر مخالفین نے شور مچایا تھا۔ کہ یہی مصلح موعود لڑکا تھا جو فوت ہوگیا۔ پھر مولوی ثناء اللہ کی ایک اور

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کبھی الحکم میں شائع ہوتا ہے۔ تو احباب کو وہ زمانہ آنکھوں کے سامنے پھرتا ہوا نظر آتا ہے اس لئے کبھی کبھی اس پیارے کا ذکر درج کر دیا جاتا ہے ٭ (ایڈیٹر)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

مامورں کی زندگی معمولی زندگی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ ان کی ہر حرکت و سکون ہر آن و ادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی و روحانی سبق رکھا کرتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ نہ فرماتے لیکن بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم کے ساتھ امور کی ہر حالت و ادا کو دیکھنے کے عادی ہوتی ہیں۔ جب سے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دارالامان میں رہنے کا فخر بخشا ہے۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک لائیف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنیکا ایک جوش اور شوق دے رکھا ہے۔ اور میرے اکثر احباب جانتے ہیں۔ کہ میں اس پاک لائیف کے مواد جمع کرتا رہتا ہوں۔ ان میں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں ٭

دنیوی مقاصد پیش نظر نہیں!

اعلیٰ حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین میں سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بھی عجیب ہے۔ جو آپ اندرون خانہ میں گذارتے ہیں۔

آؤ! میں تمہیں آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤں۔ یہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے۔ جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب امتحان انٹرنس دیکر امرتسر سے واپس آئے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا۔ میاں صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں۔ دوسرے نے کہا۔ ان کو اپنی کمزوری کا خیال کر کے سخت فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ ایسا نہ ہو فیل ہو جاویں۔

اسپر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنیوالے نے کہا۔ کہ آپ دعا کریں یہ پاس ہو جاویں۔ اسپر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے جو کچھ فرمایا۔ وہ آب زر سے بھی لکھا جاوے۔ تو اسکی پوری قدر نہیں ہو سکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں۔ اور آپکی پاک سیرۃ کو عیاں کر کے دکھاتی ہیں۔ فرمایا ہمیں تو ایسی باتوں کیطرف توجہ کرنے سے کراہت آتی ہے۔ ہم ایسی باتوں کیلئے دعا نہیں کرتے۔ ہمکو نہ نوکریوں کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشاء ہے۔ کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاویں۔ ہاں اتنی بات ہے۔ کہ یہ علوم متعارفہ میں کسیقدر دستگاہ پیدا کر لیں۔ جو خدمت دین میں کام آئے۔ پاس فیل سے تعلق نہیں۔ اور نہ کوئی غرض ہے!!

ان فقرات پر غور کرو۔ کہ کیا کسی دنیا دار دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں جبکہ وہ اپنی بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اسکے ارد گرد نہیں ہے۔ اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کس دلیل کی ضرورت ہے کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹوں کے لئے ایسی امتحانی منزلوں کے طے کرانے کیلئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہیں۔ اور اسکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہیں ڈرتے ٭

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ تو آپکی زندگی میں اسی سال اور پچھلے ہی مہینے کا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدنصیبی سے یہ کہہ اٹھے کہ اسوقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پرواہ نہیں اسلئے ایسا فرمایا لیکن میں ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہوں۔ جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا۔ اور نہ اسقدر خدام گرد و پیش موجود تھے۔ بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے۔ اور گوشہ گمنامی میں اپنے محبوب مولا سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے۔

اسوقت جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب حال افسر مال میانوالی جو اعلیٰ حضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ امتحان تحصیلداری میں شریک ہوئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی عصر کی نماز کا وقت تھا۔ آپ وضو کر رہے تھے۔ اس وقت مرزا سلطان احمد صاحب کا عریضہ ملا۔ آپنے وضو کر کے اسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کر کے پھینک دیا۔ اور فرمایا میں ایسی باتوں کیلئے دعا نہیں کرتا مجھے ایسے امور کیلئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے۔ اس کے بعد معاً آپکو الہام ہوا کہ پاس ہو جائے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا۔

غرض جہانتک آپکی پاک لائیف میں نظر کرتے جاویں۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات ملیں گے مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ روایت فرماتے ہیں کہ میاں محمود والا واقعہ سنکر میرے دل میں آپ کے

منجانب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہوگیا ہے۔ اسلئے کہ جیسا میں ہر موقعہ دیکھتا ہوں۔ اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا۔ کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کیطرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے۔ اور نہ متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

جب کوئی شخص محض دنیا کیلئے درخواست کرتا ہے طبیعت میں بہت کراہت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا میں محض دین کیخاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے۔ اسوقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے"۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آجکل باغ میں ہیں۔ آپ کے ساتھ بعض خاص خدام اور بزرگان ملت بھی ہیں۔ ایک خادمہ کی روایت پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آندھی یا بارش کے سامان نظر آتے ہیں۔ تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گھبراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ یا اللہ تو اپنا رحم اور فضل کر۔ تیرے یہ عاجز بندے یہاں بے سروسامان ہیں (یہ آپکے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹر) یہ واقعہ نہ صرف اعلیٰ حضرت کے کمال معرفت کا ثبوت ہے۔ بلکہ اس سے آپ کی اس دلی ہمدردی اور محبت کا بھی پتہ لگتا ہے۔ جو آپ کو نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخلص احباب سے خصوصاً ہے۔ کہ انکے لئے وہ کسقدر بیتاب اور بیقرار رہتا ہے۔ اپنے آرام کو بھی ان پر قربان کرتا ہے۔ یہ ایثار ماموروں کے سوا دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔ اور اسکے سوا اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ماسوی اللہ سے آپ کس قدر بیزار اور الگ ہیں حقیقی ماوا اور ملجاء اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو سمجھتے ہیں۔ اور دعاؤں پر آپ کو بہت بھروسہ ہے ؛

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر میں بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے۔ ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

دیکھو! نوکروں پر سختی بالکل نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کو جو کچھ سمجھانا ہو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔ اور ان کے واسطے دعا کیا کرو۔

اگر ان کو ملامت کرو تو اس طرح پر کرو کہ خدا تمہیں ہدایت دے۔ نیکی دے سمجھ دے۔ ایسا ہی بچوں کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاؤ۔ تو ان کو بھی جھڑکو نہیں انکے لئے دعا کرو۔ اور اسی قسم کے دعائیہ کلمات سے سمجھاؤ۔

خدائے تعالےٰ کے غضب کے دن آئے ہوئے ہیں۔ وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ جہاں تک ہوسکے خدا کی مخلوق پر رحم کرو۔ تا کہ اللہ تعالےٰ تم پر بھی رحم کرے ؛

مندرجہ بالا بعض واقعات شمۂ از شمائل آنحضرت .... ہیں۔

ان پر غور کرو۔ اور وہ مفید نتائج اور سبق جو ان سے مل سکتے ہیں۔ حاصل کرو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان سے فائدہ اٹھانے والا دل و دماغ عطا کرے۔ اور توفیق دے۔

آمین ثم آمین ؛

از حافظ سلیم احمد خان احمدی

متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

تیرے در پہ مولا غریب آگیا ہے
یہ عاصی القلب منیب آگیا ہے

کرم کر الٰہی تو اس پر کرم کر
کہ مٹنے پہ جس کا نصیب آگیا ہے

خبر اپنے بیمار کی لے مسیحا!
کہ مرنے کے بالکل قریب آگیا ہے

تجھے دیکھ کر چاند چودس کے واللہ
ہمیں یاد اپنا حبیب آگیا ہے

نہ کر ذکر تو حور و جنت کا مطلق
زباں پہ تری کیا خطیب آگیا ہے

یہ کیا مجھے بیمار الفت کو کیا ہے!
کہاں سے یہ ناداں طبیب آگیا ہے

ڈرایا عذابوں سے عالم کو جس نے
وہ مرسل خدا کا نقیب آگیا ہے

بتاتا ہے دنیا کو جو حق و باطل!
وہ پیارا معلم ادیب آگیا ہے

جو ہیں معترض حق پہ انکے لئے اب
خدا کا مجیب لبیب آگیا ہے

لگا حق سے لو۔ اور کر ترک دنیا
یہ مصرع زباں پر عجیب آگیا ہے

مرض جن کو ہے کفر و بدعت کا حافظ
کہو ان سے حق کا طبیب آگیا ہے
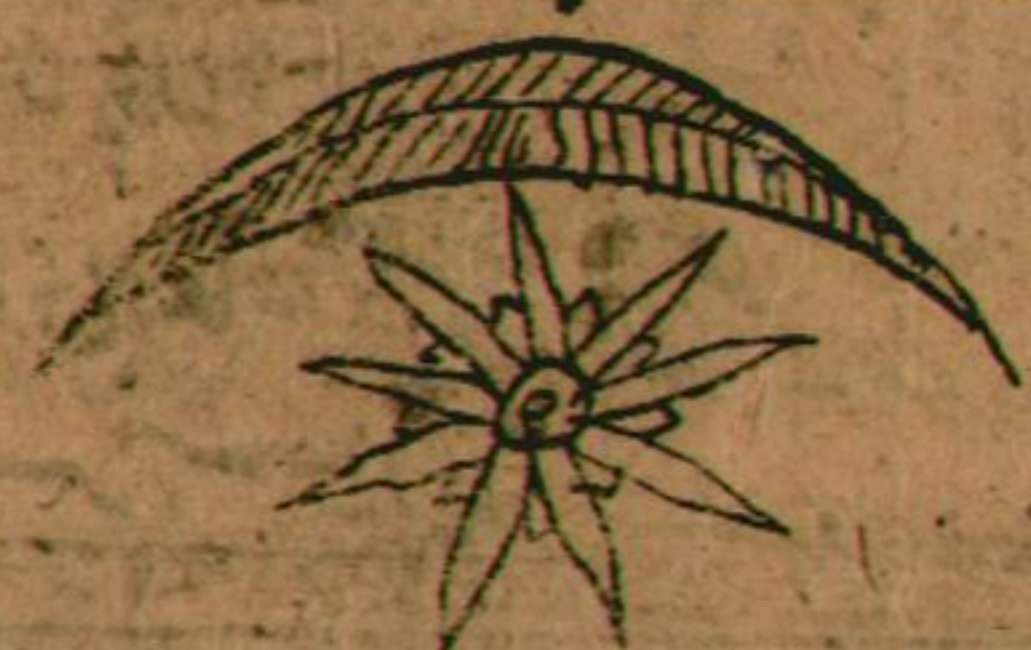
تاریخ مرزا کا جواب
ثناءاللہ کا اور حق سے حجاب

تھوڑی مدت ہوئی ہے۔ کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے تاریخ مرزا لکھی۔ جسمیں حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہارات وغیرہ نقل کئے ہیں۔ اور ان سے ایسے غلط نتائج نکالے ہیں۔ جو ان کی علمیت اور عقل کے راز کو بزبان حال افشاں کر رہے ہیں اور بتاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب استدلال کرنے میں کس پائے کے آدمی ہیں۔ اور تلبیس حق بالباطل میں کیسے تجربہ کار ہیں۔ اور انکی تاریخ کسی طرح بھی معتبر نہیں ہوسکتی۔ جسطرح کہ یہود کی سوانح جو انہوں نے مسیحؑ کی زندگی کے متعلق لکھی ہیں۔ درست اور قابل تسلیم نہیں ہیں ذیل میں ہم بطور قولہ اقول کے جواب تحریر کرتے ہیں تا ناظرین پر مولوی صاحب کی علمیت اور تلبیس کا معاملہ کھل جائے۔

قولہ - مرزا صاحب کی زندگی دو حصّوں پر منقسم ہے۔ ایک قبل دعوٰی مسیحیت دوسرا بعد دعوٰی مسیحیت۔ پہلے حصّے میں مرزا صاحب صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں۔ دوسرے حصّے میں اس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود مہدی مسعود نبی اور رسول ہونیکا بھی دعوٰی کرتے ہیں پہلے حصہ میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید پر ہیں۔ دوسرے حصے میں جمہور بلکہ کل علماء اسلام انکے مخالف نظر آتے ہیں۔

(تاریخ مرزا صفحہ ۳ مصنفہ مولوی ثناءاللہ)

اقول - مولوی صاحب آپ نے تو مسیح موعود کی صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا۔ اور سچ بات ہے۔ کہ سچی بات مخفی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ مکفروں اور معاندوں سے بھی کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ چونکہ سچی بات کی مثال سورج کی سی ہے۔ کہ جس طرح سورج اپنی روشنی ہر جگہ پہنچاتا ہے۔ اور ہر ایک کو اسکی روشنی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ سوائے اندھوں کے کہ جنہوں نے سورج کو کبھی دیکھا ہی نہیں اسیطرح سچ کا بھی ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔

براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا ریویو

پہلے ہم ذیل میں ہم ایک عالم کی وہ عالم جو کہ شمس الہند کے لقب سے ملقب کیا گیا تھا درج کرتے ہیں۔ وہ براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے اپنے رسالہ ماہواری اشاعۃ السنۃ جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے۔ اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانے میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے۔ جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا اور اسکا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی ولسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جسمیں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ برہم سماج اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہے۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلے میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوٰی کیا ہو۔ کہ جنکو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرلے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"۔

اس شہادت کی اہمیت

پھر صفحہ ۱۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں :-

مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے۔ ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آجتک ہم میں اور ان میں خط وکتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم انکے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں۔ مبالغہ نہ قرار دیئے جانیکے لائق ہیں۔ اس رائے کو پڑھ کر ہر ایک انسان عاقل کو مطابق قرآن و حدیث آپ کی صداقت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

پس مولوی صاحب کا کتاب کے شروع میں لکھنا کہ آپ کے دعوٰی سے پہلے کی زندگی میں جمہور علماء اسلام آپ کی تائید میں تھے۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ جو اب اعتراض کریں گے وہ محض تعصب اور عناد کی وجہ ہے۔ اور کچھ نہیں کیونکہ اگر آپ قرآن مجید کی آیات مایقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک اور قل ماکنت بدعا من الرسل سے سمجھکر کہ تمام رسول ایک ہی منہاج نبوت پر آتے ہیں۔ اور انکے پہچاننے کے لئے کوئی علیحدہ دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ سب رسولوں کے پہچاننے کے قریباً ایک ہی دلائل ہیں۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے سے نئے طریق پر نہیں آتے۔ تو آپ اسی مذکورہ بالا عبارت سے سمجھ سکتے تھے۔ کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں۔ کیونکہ آپ کے ساتھ معاملہ رسولوں جیسا کیا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید

نے رسولوں کے پہچاننے کا طریق یہ بھی رکھا ہے کہ اس کی زندگی کے دو حصوں پر غور کیا جائے کہ آیا رسول کے دعویٰ رسالت سے پہلے زندگی کی کیا حالت تھی۔ اور اسکے متعلق لوگوں کا کیسا خیال تھا۔ پھر دعویٰ رسالت کے بعد کی زندگی کے حصہ پر غور کیا جائے۔ کہ لوگوں نے اس کے ساتھ کیا تعلق کیا۔ اور پھر خدا نے اسکی تائید کی یا نہیں۔

دور جانیکی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہی نظر ڈالتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے آپکے سچا ہونیکی دلیل آپ کی زندگی کے پہلے حصہ کو ٹھیرایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون فمن اظلم ممن افترای علی اللہ کذبا او کذب بآیتہ انہ لا یفلح المجرمون (یونس ع ۲) پس جیسا کہ نبی کریمؐ قبل دعویٰ نبوت اہل مکہ میں امین کے لقب سے مشہور تھے۔ اور آپ کو بڑا عابد متقی اور پرہیزگار خیال کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ قد عشق محمد ربہ کہ محمدؐ تو اپنے رب کا عاشق ہے۔ لیکن وہی متقی سمجھنے والے اور امین کا لقب دینے والے جبکہ آپ نبوت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ صابی اور بے دین قرار دیتے ہیں۔ اور قتل کرنیکے لئے کوششیں کرتے ہیں۔ پس اسی طرح موجودہ کے علماء بھی مرزا صاحب کے قبل دعوےٰ مسیحیت آپ کی تائید کرتے رہے۔ اور متقی اور پرہیزگار اور نیک خیال کرتے رہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب کے بیان سے ثابت ہے۔ اور جیسے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی براہین احمدیہ پر ریویو لکھ آئے ہیں۔ لیکن وہی علماء جو آپ کے دعویٰ کے اظہار سے پہلے مادح تھے۔ کیونکہ جو آپ کا دعویٰ براہین احمدیہ میں موجود ہے اس سے بڑھ کر آپ نے کوئی دعویٰ نہیں کیا وہی آپ کے دعویٰ کے اظہار کے بعد مکفر ہوئے۔ اور انہوں نے کفر کے فتوے لگائے پس یہی مرزا صاحب کے صادق اور راستباز ہونیکا کافی ثبوت ہے۔ ؎

کافی ہے سمجھنے کو اگر اہل کوئی ہے

قولہ - مرزا صاحب کی تاریخ ولادت صاف تو ملتی نہیں۔ البتہ ان کی اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۶۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۲۶۱ھ مطابق تخمیناً سنہ ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ (تاریخ مرزا ص ۲)

اقول - یہ محض مولوی صاحب نے دھوکہ دیا ہے کہ تریاق القلوب صفحہ ۶۸ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کل عمر ۷۶ سال پائی۔ بلکہ تریاق القلوب صفحہ ۶۸ کی عبارت یوں ہے۔ "پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا" پھر آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹ میں فرماتے ہیں "یہ عجیب امر ہے۔ اور میں اسکو ایک خدا تعالیٰ کا نشان سمجھتا ہوں۔ کہ ٹھیک سنہ ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔"

پس ان دونو عبارتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکل آتا ہے۔ کہ آپ کی عمر ۷۶ سال تھی کیونکہ سنہ ۱۲۹۰ھ میں آپ مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور آپ کو جب مکالمہ و مخاطبہ شروع ہوا تو اسوقت آپ کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔ اور آپ نے وفات سنہ ۱۳۲۶ھ میں پائی۔ پس مکالمہ و مخاطبہ سے پہلے کے چالیس سال اور بعد کے دس سال سنہ ۱۳۰۰ھ تک ۵۰ سال ہوئے۔ اور پھر سنہ ۱۳۲۶ھ تک ۲۶ سال ملا کر کل ۷۶ سال ہوئے۔ اور آپ کی پیدائش اس لحاظ سے سنہ ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ پھر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب فاضل تو بن چکے۔ لیکن علم حساب میں بالکل ناقص ہیں۔ اتنا حساب بھی نہیں جانتے۔ کہ سنہ ۱۲۶۱ھ کے مطابق سنہ ۱۸۴۵ء چاہیئے یا سنہ ۱۸۴۳ء مولوی صاحب آپ ذرا پہلے علم حساب کو اچھی طرح سیکھیں اور پھر کسی کی عمر کا حساب لگانے بیٹھیں ورنہ ندامت کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آسکتا فتندم حیث لا ینفعک ندم۔

اعتراض (۱) - مرزا صاحب نے کئی ایک اشتہاروں میں تولد فرزند ارجمند کا الہام شایع کیا۔ یہاں تک کہ ۷ر اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو بچہ پیدا ہوا جسکا نام بشیر رکھا اور اسکو فرزند موعود قرار دیکر اشتہار دیا۔ اور اسی اشتہار میں لکھا کہ الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے"۔ اسکے بعد وہ بشیر موعود فوت ہو گیا۔ (اور یہ الہام کہ وہ موعود لڑکا سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء وغیرہ کا مصداق ہوگا غلط نکلا) تاریخ مرزا ص ۲۳

اما الجواب - میں مولوی صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ان اشتہارات کو نقل کر دیا ہے۔ جو آپ نے مولود موعود کے متعلق دیئے تھے۔ اگرچہ ان میں سے بھی بعض پورے نہیں لکھے۔ لیکن تاہم بھی ان کو ایک منصف مزاج آدمی پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ مولوی فاضل صاحب کی ذہن رسائی کہانتک ہے۔ اور جو انہوں نے نتیجہ نکالا ہے۔ وہ صحیح ہے یا غلط۔ پس ہم بھی ان اشتہارات کے مضامین مختصراً درج کر دیتے ہیں۔ اول تو حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ر فروری سنہ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس موعود لڑکے کی نسبت

مقدمہ نکاح مالا بار کا

مقدمہ نکاح ۷، ۸ اور ۹ر اکتوبر کو نارتھ مالا بار کے ڈسٹرکٹ جج جناب وی۔ پی۔ راؤ (ہندو) کے سامنے بمقام ٹالیچری پیش ہؤا۔ اس بارے میں ایک لمبا خط بزبان انگریزی حضرت اقدس کو ہمارے سکرٹری کی طرف سے بھیجا گیا ہے اور امور عامہ کے ناظر صاحب کو خط لکھا گیا ہے۔ مدعا علیہ کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ مدعی نے طلاق دیدیا ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ان کی طرف سے تین گواہیاں پیش کی گئیں۔ جو سب کے سب درہم برہم ہو گئے؛

اسی کے ساتھ ان کا دوسرا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ چونکہ احمدی کافر و مرتد ہو گیا ہے۔ دوسرا نکاح بغیر طلاق کے کر سکتا ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے ان کی طرف سے ۵ گواہیاں دی گئی ہیں۔ جن میں سے مولوی کنجی پنگارٹی کو چھوڑ کر چار گواہ پیش ہوئے۔ وہ چار آدمی نمبر وار یہ ہیں:

(۱) قاضی اسسٹنٹ مسٹر محمد غوث مدراسی۔
(۲) ایم حسینار کلرک دفتر ڈالکارٹ۔ کنانور۔
(۳) مولوی باوا آف پونانی قائم مقام مخدوم آف پونانی۔
(۴) مولوی کیپت عمر الشاذلی گواہ ایم حسینار نے مدراسی قاضی القضات کا فتویٰ۔ اور مدراس ہائی کورٹ کے گورنمنٹ وکیل کا ایک خط عدالت میں فائل کیا ہے۔ گواہ تیسرا اور چوتھا جب پیش ہونے لگے۔ تب کورٹ میں ایسی ہنسی مذاق پڑی تھی۔ کہ کسی کو بھی ضبط نہیں کر سکا۔ تفصیلاً میں کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ہم احمدیاں مالا بار اب بڑی مصیبت کا سامنے ہؤا ہے۔

مذکورہ بالا تمام گواہوں کو ہمارا وکیل یعنے گورنمنٹ وکیل نے اعتراض کیا ہے۔ اور جرح کرکے تمام گواہوں کو توڑ دیا ہے۔ وکیل کا رائے یہ تھا۔ کہ ہمارے کفر و اسلام کا جھگڑا یہاں نہیں ہوگا۔ اگر ایسا فریق مخالف ثابت کرنا چاہتے ہے۔ تو ہم کو صرف پٹنہ ہائی کورٹ کا فیصلہ کافی و وافی ہے۔ انگریزی میں ایک مقولہ ہے۔ کہ "مین پروپوسس اور گاڈ ڈسپوسس"۔ اس کے مطابق مقدمہ اور طرف پھر گیا ہے۔

آخری دن یعنی ۹ر تاریخ کو ڈفنس یعنی مباحثہ شروع ہؤا۔ فریق مخالف کے وکیل نے طلاق کے بارے میں اس قدر زور نہیں دیا۔ جس قدر انہوں نے کفر و اسلام کے بارے میں دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات سے جو اقتباسات کتاب ٹیچنگس آف احمدی ہیں۔ اسکو پڑھ کر ہمیں کافر ثابت کرنا چاہا۔ پھر قاضی مدراسی وغیرہ گواہوں کی بزرگی جتانا شروع کر دیا۔ ہمارے سرکاری وکیل "احمدیت" پڑھ کر ہی فریق ثانی کے اعتراضوں کا جواب دیا۔ پھر جج صاحب نے اسیسروں سے ان کے اپنے رائے ظاہر کرنے کے لئے فرمایا۔ اس کے مطابق اسیسروں نے جو ہندو تھے کہا کہ طلاق والا دعوےٰ ثابت نہیں۔ مگر احمدی اسلام سے پھر گیا ہے۔ اس لئے نکاح ثانی درست ہے۔ اور ملزم سب کے سب بری الالزام ہیں۔ پھر فیصلہ کا دن ۱۲ر تاریخ مقرر کیا گیا۔ سنا ہے کہ ۱۲ر تاریخ کو فیصلہ دیا گیا ہے۔ کہ احمدی کافر ہے اور ملزموں کو بری کیا گیا ہے۔ ہمارے لوگ اس دن ٹالیچری نہیں گئے۔ کیونکہ وکیل نے مشورہ دیا کہ اس دن نہ جاؤ دو تین روز طرح طرح کے استہزاء ہمیں کیا گیا اگر فیصلہ کے دن ہم وہاں ہوتے تو ہمکو قتل کیا جاتا۔ اس طرح کی مخالفت وہاں کے لوگوں کو ہوئی ہے۔

اللہ حافظ کل شیئے:

(خاکسار حامد از کنانور، مالا بار۔)

سلسلہ کی خبریں

قادیان (۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ہر طرح سے خیریت سے ہیں؛

(۲) ہفتہ رواں میں مولوی بشیر احمد صاحب نابھوی کی شادی ہو گئی۔ مولوی صاحب کو مبارک ہو؛

(۳) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ابھی تک یہاں تشریف رکھتے ہیں۔

مونگیر (۴) ۱۷ر اکتوبر ۱۹۲۳ء کو مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ رخصت پر مکان آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی اپنے احباب کے جلسہ میں تقریر ہوئی۔ اور جماعت کو اپنے اور اپنے متعلقین کے نقائص کو دور کرکے ترقی کی طرف قدم بڑھانے اور دوسروں کے لئے نمونہ بن کر حق تبلیغ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

چند احباب نے اپنے مکانوں کے لئے ایک عمدہ موقعہ پر قطعہ زمین خرید کی ہے۔ اور اس کا بہترین حصہ مسجد احمدیہ اور جلسہ گاہ کے لئے وقف کی ہے۔ جلد نقشہ مسجد تیار ہوکر درخواست اجازت میونسپلٹی میں داخل ہوگی۔ احباب مسجد کی تکمیل کے لئے دعائیں کریں؛

والسلام

(وزارت حسین سکرٹری)

روبہ بازی قابل غور ہے۔ جو لکھتے ہیں۔
"۔۔۔ اسی اشتہار میں لکھا۔ کہ الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں۔ کہ ملہم آپ بیان کرے۔" اتنی عبارت لاکر لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ وہ لڑکا جو ۷ر اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا۔ وہی موعود ہے۔ حالانکہ وہاں سے یہ ہرگز نہیں نکلتا۔ آپ ۷ر اگست ۱۸۸۷ء کو اشتہار میں لکھتے ہیں:

"یہ مطلب اگرچہ اس الہام میں مجمل تھا۔ لیکن میںنے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار ماہ پہلے۔ روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہوگا۔
آریوں نے حجت کی تھی۔ کہ یہ فقرہ الہامی کہ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔ حمل موجودہ سے خاص تھا جس سے لڑکی ہوئی۔
میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر وتقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے۔ کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں۔ کہ ملہم آپ بیان کرے۔"

پس اس عبارت سے کسی طرح بھی یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ اس سے موعود وہی لڑکا ہے۔ بلکہ یہ ثبوت آپ کی گردن پر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر سے آپ دکھادیں۔ کہ بشیر اول کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے۔ ۵ آپ ہرگز کہیں سے یہ نہیں دکھا سکینگے ولو کان بعضکم لبعض ظہیرا

پس باوجود اس کے کہ مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لڑکے کو کہیں بھی نہیں لکھا کہ یہ مصلح موعود ہے۔ بلکہ آپ نے تو اسکے متعلق صاف فرمایا تھا۔ کہ معلوم نہیں کہ یہ جو لڑکا عنقریب ہونیوالا ہے۔ وہی موعود لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ پس مخالفین کا کیا حق ہے۔ کہ وہ کہیں کہ فلاں لڑکا موعود ہے جبتک کہ مسیح موعود کسی لڑکے کو موعود قرار نہ دیں۔ جبکہ آپ نے نو سال کا عرصہ اس کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ ہاں اگر نو برس تک کوئی لڑکا موعود پیدا نہ ہوتا تو پھر حق تھا۔ کہ وہ اعتراض کرتے۔ پس دھوکہ دہی اچھی نہیں۔ نیکوں کا شیوہ نہیں ہے۔ اور آپ کی یہاں دھوکہ دہی نہیں چل سکتی۔ آپ اسکو دھوکہ دیں جو آپ کے دھوکہ میں آسکے۔ کیونکہ ہم آپ کی روبہ بازیوں سے خوب واقف ہیں۔ ؎

میں جانتا ہوں سب تیری روبہ بازیاں
چالیں سمجھتا خوب ہوں مردم خوار کی

پس یہاں تو ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے لکھا ہے۔ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

باقی پیشگوئیوں کے متعلق جو مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ ان کا جواب آئینہ حق نما وغیرہ کتب میں مفصل موجود ہے۔ خدائے تعالیٰ گم گشتگان بادیہ ضلالت کو ہدایت بخشے آمین ۵

والسلام

(جلال الدین شمس مولوی فاضل)

؛ معذرت ؛

مجھے بیمار ہوئے تین ماہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ مجھے پہلے ٹائیفائڈ فیور ہوا۔ بعد ازیں مجھے دونوں ٹانگوں میں وجع مفاصل ہوا۔ جس کی وجہ سے آج تک میں بستر پر دراز ہوں۔ اور کچھ نہ کچھ بستر پر ہی سے اخبار کے لئے لکھتا رہتا ہوں۔ مگر سخت کمزوری اور اسی طرح لیٹ کر لکھنا بہت مشکل ہے۔ اس عرصے میں ایک تو بے ترتیبی یعنے تاریخ پر اخبار کا نکلنا جاتا رہا۔
دوسرے بعض مضامین ایسے بھی درج ہوگئے ہیں۔ جن کا درج کرنا میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے احباب کرام میری معذوری کی طرف توجہ فرماکر ان غلطیوں کی طرف نہ جائیں۔
ان مضامین میں سے چمڑے کی تجارت والا مضمون تجارتی خیال کیا گیا۔ مگر بعد ازیں کچھ اور ہی ثابت ہوا۔ اس مضمون کے متعلق اگر اللہ نے توفیق دی۔ میں خود ایک مضمون لکھ کر احباب کرام تک پہنچاؤں گا۔ میری ان معذوریوں پر نظر فرماکر درگذر فرمادیں ۵
نیز میں تمام احباب کو اپنی بیماری کے دور ہونے کے لئے دعاء کی درخواست کرتا ہوں ۵
جن احباب کے نام بقایا الحکم کی قیمت ہے جلد بھیجکر مشکور فرمادیں تاکہ الحکم کیلئے کاغذ وغیرہ خرید لیا جائے ۵

والسلام

(شیخ محمود احمد)